تقلید کیوں کریں...؟

مرتبہ: **محمد رضا داؤدانی**

مقدمہ

الحمد للہ اگلے صفحات میں آپ **اجتہاد، تقلید اور احتیاط** سے متعلق جو تحریر پڑھیں گے اس میں ان اعتراضات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے جو اس حوالے سے عام طور پر کئے جاتے ہیں۔ اس کتاب میں درج ذیل چھ مراجع کے فتاویٰ کو پیش نظر رکھا گیا ہے:

(۱) مرحوم آیت اللہ خوئیؒ (۲) مرحوم امام **خمینی**ؒ

(۳) آیت اللہ **سیستانی** مدظلہ (۴) رہبر معظم آیت اللہ **خامنہ ای** مدظلہ

(۵) آیت اللہ وحید خراسانی مدظلہ (۶) آیت اللہ **صافی** گلپایگانی مدظلہ

چند مقامات کے سوا فتاویٰ کے اختلاف کو بیان نہیں کیا گیا بلکہ کوشش کی گئی ہے کہ مسائل کو احتیاط کے مطابق لکھا جائے۔

اس کتاب کی تیاری میں حجۃ الاسلام **محمد حسین فلاح زادہ** کی کتاب **آموزشِ فقہ** (سطح عالی)، حجۃ الاسلام **محمد رضا مشفقی پور** کی کتاب **احکام آموزشی** (عبادات سطح ۳) اور حجۃ الاسلام **سید مجتبیٰ حسینی** کی کتاب **احکام تقلید و بلوغ** سے بھرپور استفادہ کیا گیا ہے۔

میں شکر گزار ہوں حجۃ الاسلام **عامر رضا یعسوبی** صاحب کا جنھوں نے نظر ثانی اور اصلاح فرمائی اور برادر **رضا رضوانی** صاحب کا جنھوں نے مفید مشوروں سے نوازا اور تکنیکی تعاون فرمایا۔

خداوند تعالیٰ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

محمد رضا داؤدانی

فہرست

اسلام کی تعلیمات ۵

عقائد ۶

اعمال ۶

اخلاق ۷

اچھے اخلاق کا فائدہ ۸

اعمال اور اخلاق کا ربط ۸

احکام کے منابع (Sources) ۹

(۱) قرآن ۹

(۲) سنت ۱۰

حدیثِ ثقلین ۱۰

(۳) اجماع ۱۱

(۴) عقل ۱۲

احکام کی تقسیم ۱۳

تکلیفی ۱۳

وضعی ۱۳

احکام تکلیفی کی اقسام ۱۵

مستحب اور مکروہ کے بارے میں اہم بات ۱۶

شرائطِ احکام / شرائطِ تکلیف ۱۷

بلوغ کی بحث ۱۹

بالغ ہونے کی نشانیاں ۲۰

دو Calenders کا موازنہ ۲۱

واجب کی بعض اقسام ۲۲

واجب عینی ۲۲

واجب کفائی ۲۲

واجبِ تعیینی ۲۳

واجبِ تخییری ۲۳

حالتِ انسان ۲۴

مجھے احکام پر عمل کرنا ہے احکام کیا ہیں؟ مجھے کیسے پتا چلے؟ ۲۷

احکام جاننے کا پہلا راستا: اجتہاد ۲۸

احکام جاننے کا دوسرا راستا: احتیاط ۳۳

احکام جاننے کا تیسرا راستا: تقلید ۳۵

مرجع تقلید بننے کی شرائط ۳۶

مردہ مجتہد کی تقلید ۳۸

مجتہد اور مجتہد اعلم کو پہچاننے کا طریقہ ۴۰

فتویٰ جاننے کا طریقہ ۴۱

بغیر تقلید کے اعمال ۴۳

اجتہاد و تقلید پر ہونیوالے بعض اعتراضات اور سوالات ۴۵

فتاویٰ میں اختلاف کیوں؟ ۵۳

اختتام ۶۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام کی تعلیمات

اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ

اللہ کے نزدیک دین فقط اسلام ہے۔

(سورۂ آلِ عمران ۳ : آیت ۱۹)

وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ

جو اسلام سے ہٹ کر کسی اور دین کو اختیار کرے گا تو اس سے کچھ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔

(سورۂ آلِ عمران ۳ : آیت ۸۵)

دنیا و آخرت میں کسی بھی شخص کی **کامیابی** اس بات پر منحصر ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں **اسلامی تعلیمات** کو کس حد تک سمجھا اور عمل کیا

اسلامی تعلیمات کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :

(الف) عقائد (اصول دین)

(ب) اعمال

(ج) اخلاق

سوال : یہ کتاب کس حصے کے بارے میں ہے؟

جواب : یہ کتاب دوسرے حصے (یعنی **اعمال**) کے بارے میں ابتدائی

باتوں پر مشتمل ہے۔ تینوں حصوں کی مختصر وضاحت کے بعد ہم اسی پر زیادہ بحث کریں گے۔

عقائد

- کسی بھی عقیدے کو اپناتے وقت ضروری ہے کہ انسان اس کے صحیح ہونے کا **یقین** رکھتا ہو اور اس مقصد کے لیے اس کے پاس **دلیل** کا ہونا ضروری ہے۔
- اصول دین میں تقلید کی گنجائش نہیں ہے۔ ہاں کسی سے گفتگو کرنا ، مباحثہ کرنا ، دلیل کو سمجھنا اور اس طرح یقین حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔
- بنیادی عقائد کی بھی تفصیل جاننا قرآن اور معصومینؑ کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

مثال

بنیادی عقائد میں سے ایک قیامت کا عقیدہ ہے جس کو سمجھنے کے لیے عقل کافی رہنمائی کرتی ہے مگر اس کی بھی تفصیلات مثلاً جنت کی نعمتوں اور جہنم کے عذاب کی کیفیت کو سمجھنا معصومینؑ کے بیان کے ذریعے ہی ممکن ہے۔

اعمال

- یہ اسلام کا عملی پروگرام ہے جس میں " **کیا کرنا ہے**" اور

"کیا نہیں کرنا ہے" کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

- درست عقائد اختیار کرنے کا نتیجہ نیک اعمال ہیں یعنی **جس ذات کو مانا ہے اب اس کی بات بھی مانو۔** یہ منزلِ اطاعت ہے جہاں سرِ تسلیم خم کیا جاتا ہے۔
- اعمال کے دوسرے نام: **فروعِ دین، شریعت، فقہ، شرعی مسائل، حلال و حرام کے مسائل، احکامِ دین** وغیرہ۔

اعمال کی مثال:

(۱) نماز پڑھنا

(۲) زکات اور خمس نکالنا

(۳) غیبت نہ کرنا

(۴) چوری نہ کرنا وغیرہ

اخلاق

یعنی اپنے اندر **اچھی صفات** کا پیدا کرنا اور **بری صفات** کو دور کرنا۔

اچھی صفات کی مثال	بری صفات کی مثال
(۱) عدالت	(۱) ظلم
(۲) سخاوت	(۲) کنجوسی
(۳) شجاعت	(۳) بزدلی

اچھے اخلاق کا فائدہ

اخلاق اچھے ہونے سے انسان کی **روح ترقی** کرتی ہے اور وہ روحانی کمالات حاصل کرنے لگتا ہے۔

اعمال اور اخلاق کا ربط

احکام پر اس طرح عمل کرنا کہ انسان اس عمل کی ادائیگی میں **لذت** محسوس کرنے لگے اور ترک ہونے پر **بے چین** ہوجائے تو گویا وہ عمل اس کا اخلاق بن گیا۔

مثال

صدقہ دینا ایک **عمل** ہے جس کے ذریعے آہستہ آہستہ **سخاوت** کی صفت پیدا ہوتی ہے جو **اخلاق** ہے۔

نوٹ:

احکام اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے۔ ان پر **عمل** ہماری ذمے داری ہے۔

توجہ: جو افراد زندگی کو خدا کے بھیجے گئے قوانین کے مطابق نہیں گزارتے وہ بھی احکام کے ایک سلسلے پر عمل کرتے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ دین دار انسان خدا کے حکم پر عمل کرتے ہیں اور بے دین کسی اور کے۔

احکام کے منابع (Sources)

سوال : یہ Sources کیا ہیں؟

جواب : (۱) قرآن (۲) سنت

(۳) اجماع (۴) عقل

ان منابع Sources کی کچھ وضاحت

(۱) قرآن

- حکمِ خدا جاننے کا پہلا ذریعہ کتابِ خدا ہے۔
- قرآن کی جن آیات میں خدا نے احکام بیان کئے ہیں انھیں **آیاتِ احکام** کہتے ہیں۔

مثال : **سورۂ مائدہ (۵)** کی آیت ۶ جو وضو کے بارے میں ہے۔

- قرآن مجید کا طریقہ ہے کہ عام طور پر بعض احکام کی سرخیاں (Headings) اور کچھ باتیں بیان کردی جاتی ہیں جبکہ ان کی تفصیلات سنّت میں ملتی ہیں۔
- نماز، روزہ، حج، زکات وغیرہ میں قرآن کی یہی روش ہے۔

(۲) سنت

وَمَآ اٰتٰـكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰـكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا رسولؐ تمھیں جو کچھ دیں اسے لے لو اور جو کچھ کرنے سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔ (سورۂ حشر ۵۹ : آیت ۷)

- لغت Dictionary میں سنت کا مطلب ہے طریقہ، راستا۔
- یہاں پر اس سے مراد ہے **معصوم رہنماؤں** کا طریقہ اور راستا۔
- معصومینؑ کی سنت کی وضاحت ہزاروں احادیث، روایات میں موجود ہے جنھیں حدیث کی کتابوں میں جمع کیا گیا ہے۔

سوال : معصومینؑ سے کون سی شخصیات مراد ہیں؟

جواب : **رسول خدا** صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، **بی بی فاطمہؑ اور امام علیؑ سے امام مہدیؑ تک بارہ امام۔**

فرمانِ رسولؐ : حدیثِ ثقلین

اِنِّیْ تَارِكٌ فِیْكُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ كِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَهْلَ بَیْتِیْ۔ میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ جب تک تم ان سے وابستہ رہو گے میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے یعنی **اللہ کی کتاب اور میری عترت میرے اہلبیت۔**

(وسائل الشیعہ، کتاب القضاء، باب ۵، حدیث رقم ۹۔ صحیح مسلم، باب فضائل علیؑ، جلد ۴، حدیث ۷۳)

توجہ: سنت کے تین شعبے ہیں:

(۱) **قولِ معصومؑ:** جو معصومؑ نے کہا۔

(۲) **فعلِ معصومؑ:** جو معصومؑ نے کیا۔

(۳) **تقریرِ معصومؑ:** اگر معصومؑ کے سامنے کوئی عمل انجام دیا جائے اور ممکن ہونے کے باوجود امامؑ اس سے نہ روکیں تو اسے امامؑ کی طرف سے اس کام کی تائید مانا جائے گا۔

نوٹ: اس تقریر کا اردو والی تقریر سے کوئی تعلق نہیں۔

(۳) اجماع

- لغت میں اتفاق (Consensus)
- یہاں پر اجماع سے مراد فقہاء کا کسی ایسی بات پر اتفاق ہے جس سے **معصومؑ کا راضی ہونا** سمجھ میں آسکے۔

توجہ: دو آدمیوں کا بھی کسی ایسی بات پر جمع ہوجانا اہمیت رکھتا ہے کہ جس سے معصومؑ کا راضی ہونا سمجھ میں آجائے۔ ہزاروں افراد کا ایسا اجماع کہ جس سے معصومؑ کا راضی ہونا معلوم نہ ہو شرعاً کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

خلاصہ:

اجماع سنت ہی کی طرف پلٹ جاتا ہے۔

(۴) عقل

- یہ خدا کی دی ہوئی وہ صلاحیت ہے کہ جس سے انسان غور وفکر کرتا ہے اور برے بھلے میں تمیز کرتا ہے۔
- یہ عقلِ انسانی ہی ہے جو اسے خدا تک لے جاتی ہے اور عبادت اور خدا کی اطاعت پر آمادہ کرتی ہے۔

بقولِ معصومؑ: **اَلْعَقْلُ مَا عُبِدَ بِهِ الرَّحْمٰنُ۔**

ترجمہ: عقل کے ذریعے خدائے رحمن کی عبادت کی جاتی ہے۔

(کافی، کتاب العقل والجہل)

- کوئی بھی ایسا معاملہ جس پر تمام انسانوں کی عقلیں یقین کی حد تک متفق ہوں اسے اسلام نے بھی اعتبار دیا ہے۔

مثال:

(۱) عدل کرنا اچھی بات ہے اور ظلم کرنا بری بات ہے۔

(۲) حج کرنا واجب ہے تو حج کے لیے سفر کرنا بھی واجب ہے۔

احکام کی تقسیم

ایک اعتبار سے دینی احکام کی دوقسمیں ہیں :

تکلیفی	وضعی
وہ احکام ہیں جو انسان کی ذمے داریوں کو بیان کرتے ہیں :	وہ احکام ہیں جو مختلف کیفیات اور حالات کو بیان کرتے ہیں جن کا اثر انسان کے اعمال پر بھی پڑ سکتا ہے۔
مثال	**مثال**
(۱) نماز کا واجب ہونا۔	(۱) کسی چیز کا پاک ہونا۔
(۲) ظلم کا حرام ہونا۔	(۲) کسی لباس کا نجس ہونا۔
	(۳) کھانے سے روزے کا باطل ہوجانا۔

توجہ

- تکلیف یعنی زحمت اٹھانا، مشقت برداشت کرنا۔
- احکام پر عمل کرنے میں بھی بظاہر زحمت اٹھانا پڑتی ہے۔ اس لیے انھیں ''**تکلیفِ شرعی**'' کہا جاتا ہے۔
- وہ شخص جو اس تکلیف کو برداشت کرتا ہے اسے ''**مکلّف**'' کہتے ہیں۔

مثال

- ظاہر ہے کہ سونے میں لذت ہے۔ بستر چھوڑ کر فجر کی نماز پڑھنے میں بظاہر تکلیف ہے۔
- مکلف جب عبادت میں دل لگاتا ہے تو ایک وقت آتا ہے کہ وہ بستر چھوڑنے میں مزہ محسوس کرتا ہے اور اگر نماز قضا ہوجائے تو پریشان ہوجاتا ہے۔ خدا یہ کیفیت ہم سب کو نصیب کرے آمین۔

احکام تکلیفی کی اقسام

اقسام	وضاحت	مثال
واجب	جن کا کرنا ضروری ہے کرنے پر ثواب ، نہ کرنے پر عذاب	نمازِ فجر پڑھنا سلام کا جواب دینا
حرام	جن کا چھوڑ دینا ضروری ہے کرنے پر عذاب ، ترک کرنے پر ثواب	مومن کی توہین کرنا ملاوٹ کرنا
مستحب	جن کا کرنا اچھا ہے مگر ضروری نہیں ہے کرنے پر ثواب ، نہ کرنے پر کچھ نہیں	نمازِ شب پڑھنا سلام کرنا
مکروہ	جن کا نہ کرنا اچھا تو ہے مگر چھوڑنا ضروری نہیں ہے کرلیں تو کوئی گناہ نہیں ، نہ کرنے پر ثواب ہے	فجر سے لے کر سورج نکلنے تک : اس دوران سونا
مباح	وہ کام جن کا کرنا نہ کرنا برابر ہے کرنے پر ثواب نہیں ہے ، نہ کرنے پر عذاب نہیں ہے	عام حالات میں کھانا پینا

مستحب اورمکروہ کے بارے میں اہم بات

- مستحب اور مکروہ کا لفظ :

(i) **توضیح المسائل**
(ii) دیگر فقہی کتابوں مثلاً **منہاج الصالحین ، تحریر الوسیلہ** وغیرہ
(iii) دعاؤں کی کتابوں مثلاً **مفاتیح الجنان** وغیرہ
} میں بہت زیادہ استعمال ہوا ہے۔

- واضح رہے کہ ان میں بہت سے مقامات وہ ہیں کہ جہاں پر مستحب یا مکروہ ہونا ثابت نہیں ہے لیکن پھر بھی یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

اس کی بنیاد ایک قاعدہ ہے جس کا نام ہے" **تسامح در ادلہ سنن**" اس کی تفصیل بیان کرنے کا یہ مقام نہیں ہے۔

- "**رجا**" کی نیت سے : ان تمام مستحبات کو انجام دیا جاسکتا ہے

اور

مکروہات کو ترک کیا جاسکتا ہے۔

وضاحت

مستحبات میں رجا : یعنی اس امید پر انجام دینا کہ یہ کام خدا کو پسند ہے۔

مکروہات میں رجا : یعنی اس امید پر ترک کرنا کہ یہ کام خدا کو ناپسند ہے۔

شرائطِ احکام / شرائطِ تکلیف

سوال: کیا احکام پر عمل کرنا ہر ایک کی ذمے داری ہے؟

جواب: شرائط مکمل ہونے کی صورت میں احکام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ انھیں شرائطِ احکام یا شرائطِ تکلیف بھی کہتے ہیں۔

سوال: وہ شرائط کیا ہیں؟

جواب: ان شرائط کی دو اقسام ہیں:

(الف) **خاص شرائط:** جن کا تعلق کسی خاص حکم سے ہے۔ مثال روزے کے لیے صحت اور وطن میں ہونا، حج کے لیے مال وغیرہ کا ہونا۔

(ب) **عام شرائط:** جن کا تعلق ہر حکم سے ہے۔

عام شرائط کچھ وضاحت کے ساتھ

(۱) **بلوغ** (یعنی وہ بالغ ہو۔ نابالغ پر کچھ واجب نہیں)

اور

(۲) **عقل** (یعنی وہ پاگل نہ ہو)

ایسا شخص جو پاگل تو نہیں ہے مگر اتنا کم عقل ہے کہ احکام کو سمجھ

نہیں پاتا، اس پر بھی احکام ساقط ہیں اور جتنا وہ سمجھ پاتا ہے اتنی ہی اس کی ذمے داری ہے

اور

(۳) **قدرت** (یعنی وہ عاجز اور مجبور نہ ہو)

اور

(۴) **زندگی** (ظاہر ہے جو زندہ ہے وہی عمل کرے گا۔ مرنے کے بعد تو حساب ہوگا)۔

خلاصہ

ہر وہ زندہ شخص جو بالغ ہو، عاقل ہو اور قدرت رکھتا ہو اسے دین کے احکام پر عمل کرنے کی تکلیف دی گئی ہے۔

Chart سے وضاحت

(الف) عام شرائطِ تکلیف	(ب) خاص شرائطِ تکلیف
یہ وہ شرائط ہیں جن کا تعلق ہر حکم یا ہر تکلیف سے ہے۔ (۱) بلوغ (۲) عقل (۳) قدرت (۴) زندگی	یہ وہ شرائط ہیں جن کا تعلق کسی خاص حکم یا تکلیف سے ہے۔ **مثال** حج کے لیے استطاعت۔ اگر کسی کے پاس پیسے نہیں ہیں تو اس پر حج واجب نہیں ہوگا ظاہر ہے کہ پیسے کا ہونا تمام احکام میں شرط نہیں ہے۔

بلوغ کی بحث

سوال: بالغ کسے کہتے ہیں؟

جواب: تین میں سے کسی ایک نشانی کے پورا ہو جانے پر انسان کو بالغ مانا جاتا ہے۔

بالغ ہونے کی نشانیاں

پہلی نشانی	سن یا Age	لڑکا: 15 سال لڑکی: 9 سال } چاند کے حساب سے مکمل ہونے پر
دوسری نشانی	ناف کے نیچے سخت بالوں کا آجانا۔ نرم ملائم بالوں کے آنے سے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔	لڑکا ہو یا لڑکی
تیسری نشانی	منی کا خارج ہونا۔	

نوٹ

☆ نابالغ بچے اگر عبادت انجام دیں تو ثواب کے حقدار ہوں گے۔ غلط کام کرنے پر عذاب نہیں ہوگا۔

☆ ماں باپ خصوصاً ولی پر لازم ہے کہ نابالغ بچوں کو کسی کو نقصان نہ پہنچانے دیں۔

☆ اگر نابالغ کسی کو نقصان پہنچائے تو **عاقلہ** یا **ولی** کے نقصان پورا نہ کرنے کی صورت میں بالغ ہونے کے بعد وہ خود نقصان پورا کرنے کا پابند ہوگا۔

سوال: عاقلہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: اس کی وضاحت کے لیے **”مسائلِ دیّات“** کے Chapter کی طرف رجوع کریں۔

دو Calenders کا موازنہ

شمسی سال (Solar)	قمری سال (Lunar)
کل دن : عام طور پر 365 دن ہر چوتھا سال 366 دن	اگر 6 ماہ 29 دن کے اور 6 ماہ 30 دن کے فرض کریں تو کل 354 دن

نتیجہ

قمری سال
- ہر برس **11 دن** چھوٹا ہوتا ہے۔
- ہر چوتھے برس **12 دن** چھوٹا ہوتا ہے۔

یہ فرق 9 سال میں	یہ فرق 15 سال میں
11 x 9 = 99 + 2 **101 دن**	11 x 15 = 165 + 3 **168 دن**
نتیجہ : جب لڑکی **شمسی سال** کے حساب سے **8 سال 8 ماہ** کی ہوجائے تو احتیاطاً خود کو بالغ سمجھے۔	نتیجہ : جب لڑکا **شمسی سال** کے حساب سے **14 سال 6 ماہ** کا ہوجائے تو احتیاطاً خود کو بالغ سمجھے۔

یاد دہانی : سن یا Age کی Calculation کی نوبت اسی وقت آئے گی جبکہ دوسری دو نشانیوں میں سے کوئی ایک بھی ظاہر نہ ہوئی ہو۔

واجب کی بعض اقسام

(۱) **عمل کرنے والے** کے اعتبار سے :

واجبِ عینی	واجبِ کفائی
• خود انجام دینا ضروری ہے۔ • کسی اور کے انجام دینے سے ذمے داری ادا نہیں ہوسکتی۔ مثال (۱) روزانہ کی نمازیں۔ (۲) ماہ رمضان کے روزے	• کام ہوجانا چاہیے چاہے کوئی بھی انجام دے۔ کام رکنا نہیں چاہیے۔ • اگر کسی نے بھی انجام نہیں دیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ مثال (۱) میت کو غسل وکفن دینا۔ (۲) نماز میت پڑھنا وغیرہ۔

(۱) خود **عمل** کے اعتبار سے :

واجبِ تعیینی	واجبِ تخییری
• عمل معین کردیا گیا ہے کہ یہ عمل چاہیے اور بس۔ • کوئی Choice نہیں ہے۔	• اس میں Choice ہے یعنی ایک سے زیادہ Options موجود ہیں۔ • کسی ایک کا انتخاب کیا جاسکتا ہے۔
مثال نمازِ فجر	**مثال** عام طور پر ماہ رمضان کے روزے کے کفارے میں Choice ہے : (۱) 60 روزے رکھ لو یا (۲) 60 فقیروں کو کھانا کھلا دو یا (۳) ایک غلام آزاد کردو

توجہ

ان کے علاوہ واجب کی اور بھی اقسام ہیں جنھیں **علمِ اصولِ فقہ** میں تفصیل سے Discuss کیا گیا ہے۔

حالتِ انسان

یہ کیا یا نہیں؟
یہ ہوا یا نہیں؟
} اس حوالے سے انسان کی مختلف حالتیں

مثال

سوال : فجر کی نماز پڑھی یا نہیں؟

ممکنہ جوابات	نتیجہ
(i) پتا نہیں	جہل
(ii) شاید	شک
(iii) ایسا لگ رہا ہے کہ پڑھی تھی یا ایسا لگ رہا ہے کہ نہیں پڑھی تھی	ظن / گمان
(iv) ہاں ہاں پڑھی تھی یا نہیں بھائی نہیں پڑھی تھی	علم / یقین

کچھ وضاحت

(i) **جہل :** معلومات بالکل صفر (Zero) ہیں۔ کچھ نہیں پتا فجر کی نماز پڑھی یا نہیں۔

(ii) **شک :** (50/50) شاید نماز پڑھی شاید نہیں پڑھی۔
ذہن کوئی فیصلہ نہیں کر پا رہا کہ کس پہلو کو ترجیح دی جائے۔

توجہ : اوپر بیان کردہ دونوں مختلف حالتیں نتیجے کے اعتبار سے برابر ہیں۔
شک کرنے والا بھی جاہل کی طرح حیران و پریشان ہے۔
دونوں نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ نماز فجر پڑھی تھی نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ نہیں پڑھی تھی۔

(iii) **ظن / گمان :** (51% سے لے کر 99% تک)
یہاں ترجیح دینا صحیح ہے۔

مثال

میں نے فجر کی نماز
- پڑھی تھی 60%
- نہیں پڑھی تھی 40%

پڑھنے کا امکان زیادہ ہے۔ظاہر ہے کہ ان Cases میں ذہن 100% تک تو نہیں جا رہا مگر کسی ایک پہلو کو دوسرے پر ترجیح ضرور حاصل ہے۔

(iv) **علم / یقین :** (100%) اس میں کوئی پریشانی نہیں ہے۔ ایک ہی پہلو ہے جس پر ذہن بالکل واضح ہے۔ دوسرا پہلو وجود نہیں رکھتا۔

مثال

(۱) جی ہاں۔ میں نے فجر کی نماز پڑھی تھی۔ مجھے یقین ہے۔
نماز نہ پڑھنے کا امکان ختم ہوگیا۔

(۲) جی نہیں۔ میں نے فجر کی نماز نہیں پڑھی تھی۔ مجھے یقین ہے۔
پڑھنے کا امکان ختم ہوگیا۔

اطمینان اور وثوق

سوال: اطمینان اور وثوق کسے کہتے ہیں؟

جواب: یہ ظن / گمان ہی کی وہ قسم ہے جو یقین کی سرحد کے بہت قریب ہے۔
اس میں ذہن 100% کسی نتیجے تک نہیں پہنچ پاتا لیکن اس سے اتنا قریب ہوتا ہے کہ دوسرے پہلو کو عام طور پر نظر انداز (Ignore) کر دیتا ہے۔
اطمینان کو یقین نہ ہونے کے باوجود یقین ہی کی طرح Treat کیا جاتا ہے۔

مجھے احکام پر عمل کرنا ہے
احکام کیا ہیں؟ مجھے کیسے پتا چلے؟

سوال: ہمیں احکام کے بارے میں کیسے پتا چلے؟

جواب: عقلی طور پر اس کے تین راستے ہیں:

(۱) اگر آپ میں صلاحیت ہے تو خود پتا لگایئے کہ خدا نے کیا احکام دیئے ہیں اور معصومینؑ نے اس بارے میں کیا فرمایا ہے اسی کو **''اجتہاد''** کہتے ہیں۔

(۲) اگر آپ میں صلاحیت نہیں ہے یا کسی اور وجہ سے آپ خود اجتہاد نہیں کرسکتے تو کسی ایسے سے پوچھیے جو اجتہاد کرچکا ہو۔ اسی کو **''تقلید''** کہتے ہیں۔

(۳) **''احتیاط''** پر عمل کریں۔

خلاصہ

احکام پر عمل کے تین راستے ہیں:

(۱) اجتہاد (۲) تقلید (۳) احتیاط

نوٹ: ان میں سے ہر ایک کی تفصیلات ہیں جو آگے آرہی ہیں۔

احکام جاننے کا پہلا راستا: اجتہاد

- لغت Dictionary میں کوشش کرنا۔
- فقہ کی اصطلاح Terminology میں فقہی احکام / مسائل شرعی کو اس کے Sources سے جاننے کی کوشش کرنا۔

سوال: وہ Sources کیا ہیں؟

جواب: (۱) قرآن (۲) سنت (۳) اجماع (۴) عقل

ان کی وضاحت پہلے کی جاچکی ہے۔

سوال: میں اجتہاد کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے کن علوم میں مہارت حاصل کرنا ہوگی؟

جواب: شریعت کے Sources کو کھنگالنے کے لیے ان علوم میں مہارت ضروری ہے۔

(۱) وہ علوم جن کا تعلق عربی زبان سے ہے۔

(i) صرف

(ii) نحو

(iii) معانی، بیان، بدیع

(iv) لغت Dictionary

(۲) منطق Logic

(۳) اصولِ فقہ

(۴) رجال

(۵) درایہ

(۶) علوم قرآن

(۷) نزول قرآن کے زمانے میں بولی جانے والی عربی زبان کے محاورے۔

(۸) گزشتہ فقہاء اور مجتہدین کی تحقیق پر ماہرانہ نظر۔ تحقیق آگے اسی وقت بڑھ سکتی ہے جب پچھلی تحقیق پر نظر ہو۔

(۹) برادرانِ اہلسنت کے نظریات وفتاویٰ۔

(۱۰) استاد کی زیر نگرانی اتنی محنت کرنا کہ اجتہاد کی صلاحیت پیدا ہوجائے۔ اس کے لیے مسلسل مشق ضروری ہے۔

توجہ

ان علوم پر مہارت حاصل کرنے کے بعد انسان مجتہد بن جاتا ہے، اپنی تحقیق پر عمل کرتا ہے اور اس پر تقلید حرام ہوجاتی ہے۔

سوال: کیا اس کے بعد بھی یہ غلطی کرسکتا ہے؟

جواب: مجتہد معصوم نہیں ہے۔ غلطی کا امکان ہے۔ بس یہ غلطی جان بوجھ کر نہیں ہونی چاہیے ورنہ عذاب ہے۔ اگر اشتباہ ہوجائے تو

معذور ہے یعنی اس کے پاس Excuse ہے اور خداوند متعال اسے اس کی محنت کا اجر دے گا۔

کچھ اہم باتیں

(۱) اجتہاد **واجبِ کفائی** ہے۔ اگر اتنے افراد مجتہد ہوں کہ جس سے ضرورت پوری ہوجائے تو دوسروں پر سے اجتہاد کی ذمے داری ختم ہوجاتی ہے۔ مستحب بہرحال رہتی ہے۔

(۲) جو مجتہد نہ ہو اس کے لیے فتویٰ دینا حرام ہے۔

(۳) جو مجتہد ہوتا ہے اسی کو **فقیہ** بھی کہتے ہیں۔

(۴) اجتہاد کے بعد مجتہد جس نتیجے پر پہنچتا ہے اسے عمل کرنے والوں کی آسانی کے لیے عام طور پر **توضیح المسائل** اور دیگر کتابوں میں چھاپ دیا جاتا ہے۔

(۵) احکام وضعی ہوں یا تکلیفی، مجتہد جس نتیجے پر پہنچتا ہے اس کی اقسام یہ ہیں:

(i) فتویٰ (ii) احتیاطِ واجب

(iii) احتیاطِ مستحب (iv) حکم

توجہ

- یوں تو یہ چاروں ہی احکام کی قسمیں ہیں مگر یہاں پر حکم سے ایک خاص معنی مراد ہے جس کی وضاحت آگے آئے گی۔

- توضیح المسائل میں فتویٰ ، احتیاط واجب اور احتیاط مستحب کا ذکر ہوتا ہے۔
- چوتھی قسم کا ذکر عام طور پر توضیح المسائل میں نہیں ہوتا۔ اسے الگ سے بیان کیا جاتا ہے۔

فتویٰ ، احتیاطِ واجب اور احتیاطِ مستحب میں فرق

فتویٰ : بس اپنے مجتہد کے فتوے کے مطابق عمل کرو۔

احتیاطِ واجب : اپنے مجتہد کی احتیاط واجب کے مطابق عمل کرو

یا

دوسرے مجتہد سے پوچھو۔ اگر انھوں نے فتویٰ دیا ہے تو ان کے فتوے پر بھی عمل کیا جاسکتا ہے۔

سوال : دوسرا کوئی بھی مجتہد؟

جواب : جی نہیں۔ وہ مجتہد جو ''**فالاعلم**'' ہو۔

سوال : فالاعلم یعنی ؟

جواب : جو علم کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہو۔

احتیاطِ مستحب : احتیاط مستحب پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔اسے نظرانداز کیا جاسکتا ہے۔

فتویٰ اور حکم میں فرق

فتویٰ :

- بس اپنے مجتہد کے فتوے کے مطابق عمل کرو۔
- ہر مقلِد اپنے مجتہد کے فتوے کا پابند ہے۔
- فتوے پر عمل کا تعلق تقلید کے ساتھ ہے۔

حکم :

- ■ اس کا تعلق تقلید سے نہیں ہے۔
- ■ اگر ایک مجتہد حکم دیدے تو اس کو ماننا سب کی ذمے داری ہے چاہے وہ کسی کی بھی تقلید میں ہوں۔
- ■ حتیٰ دوسرے مجتہدین بھی اس کی مخالفت نہیں کریں گے۔

نوٹ

مزید وضاحت کے لیے بڑی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

احکام جاننے کا دوسرا راستا : احتیاط

سوال : احتیاط کیا ہے؟

جواب :
- اگر کسی مسئلے میں مجتہدین کے فتوؤں میں اختلاف ہو تو سب سے مشکل فتوے پر عمل کرنا احتیاط ہے۔
- اس سے اپنی ذمے داری کے ادا ہوجانے کا مزید یقین حاصل ہوجاتا ہے۔
- احتیاط پر عمل کرنے والے کو ''**محتاط**'' کہتے ہیں۔

احتیاط پر عمل کی مثال

مجتہد A	مجتہد B	**تقلید** کی صورت میں	**احتیاط** کی صورت میں
واجب	مستحب	• B کا مقلِّد ترک کرسکتا ہے۔ • A کے مقلِّد کے لیے عمل ضروری ہے۔	عمل ضروری ہے
مکروہ	حرام	• A کا مقلِّد عمل کرسکتا ہے۔ • B کے مقلِّد کے لیے ترک کرنا ضروری ہے	ترک کرنا ضروری ہے

سوال : احتیاط میں کتنے مجتہدین کے نظریات کو دیکھا جاتا ہے؟

جواب : جتنا آپ میں حوصلہ ہو اتنے۔

سوال : کیا مطلب؟

جواب :
- مجتہد اعلم کے ساتھ اس مجتہد کے فتاویٰ کی بھی پابندی کریں جو علم کے اعتبار سے دوسرے نمبر پر ہے۔
- چاہیں تو تمام زندہ مجتہدین کے فتاویٰ کی پابندی کریں
- اگر چاہیں تو تمام موجودہ اور مرحوم مجتہدین کے فتاویٰ پر عمل کریں۔

نوٹ

(۱) عام طور پر احتیاط جائز بلکہ پسندیدہ اور مستحب ہے۔

(۲) جائز ہونے کی صورت میں بھی احتیاط پر اسی کو عمل کرنا چاہیے جس کے پاس اتنی معلومات ہوں کہ وہ احتیاط کے تقاضوں کو پورا کرسکے۔

(۳) بعض موقعوں پر یہ واجب ہوجاتی ہے۔

مثال : چار مجتہدین میں سے ایک اعلم ہے لیکن پتا نہیں ہے کہ وہ کون ہے؟ ایسے میں جب تک پتا نہ چلے کم از کم ان چاروں کے فتاویٰ کے درمیان احتیاط کرنا ضروری ہے۔

(۴) جہاں احتیاط ممکن نہ ہو یا بہت مشکل ہو وہاں تقلید ہی کا راستا باقی رہتا ہے۔

احکام جاننے کا تیسرا راستا : تقلید

سوال : تقلید کیا ہے؟

جواب :
- ماہرانہ رائے (Expert Opinion) کو مان کر اس پر عمل کرنا۔
- یہاں اس سے مراد ہے مجتہد کے فتوے پر اعتماد کرتے ہوئے عمل کرنا۔

سوال : تقلید کس پر واجب ہے؟

جواب : جو شخص :

(۱) نہ مجتہد ہو
(۲) نہ احتیاط پر عمل کرتا ہے
} اس کے پاس تقلید کے سوا کوئی Option نہیں ہے۔

نوٹ

- تقلید کا تعلق صرف واجب اور حرام کاموں سے ہی نہیں ہے بلکہ مستحب اور مکروہ امور بھی اس میں شامل ہیں۔
- وہ مجتہد جس کی تقلید کی جاتی ہے اسے **''مرجع تقلید''** کہتے ہیں۔
- تقلید کرنے والے کو **''مقلِّد''** کہتے ہیں۔

مرجع تقلید بننے کی شرائط

جس شخص کی تقلید کی جائے اس میں ان شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے۔

(۱) **اجتہاد :** غیر مجتہد کی تقلید نہیں کی جاسکتی۔

(۲) **بلوغ :** نابالغ کی تقلید نہیں کی جاسکتی۔

(۳) **مرد :** خاتون مجتہد بن سکتی ہے اور اس صورت میں اپنے اجتہاد پر ہی عمل کرے گی لیکن اسلام نے مرجعیت کا بوجھ خواتین پر نہیں ڈالا۔

(۴) **عقل :** پاگل کی تقلید نہیں ہوسکتی۔
اتنا حافظہ بھی ضروری ہے جتنا عام طور پر لوگوں کا ہوتا ہے۔ Memory بہت کمزور نہ ہو۔

(۵) **زندگی :** مردہ مجتہد سے تقلید کا آغاز نہیں کیا جاسکتا۔

(۶) **بارہ امامی شیعہ ہونا :** • غیر شیعہ کی تقلید نہیں ہوسکتی۔
- ایسے شیعہ کی تقلید بھی جائز نہیں ہے جو بارہ اماموں میں کسی ایک کو بھی کم یا زیادہ کرتا ہو۔

(۷) **حلال زادہ ہونا :** جس کے نسب میں خرابی ہو اس کی تقلید بھی نہیں کی جاسکتی۔

(۸) **عدالت :** اس کی وضاحت آگے آئے گی۔

(۹) دنیا کا لالچی نہ ہو۔

(۱۰) **اعلم ہونا :** • یعنی تمام مجتہدوں میں سب سے زیادہ علم ہونا۔

• اگر ایک مجتہد عبادات میں اور دوسرا معاملات میں اعلم ہو تو ضروری ہے کہ ہر شعبے میں جو اعلم ہے اس کی تقلید کی جائے۔

سوال : عادل کسے کہتے ہیں؟

جواب : جس میں عدالت ہو اسے عادل کہتے ہیں یعنی اس میں اتنا تقویٰ ہو کہ وہ :

تمام واجبات پر عمل کرے۔

اور

تمام حرام کاموں سے بچے۔

سوال : کیسے پتا چلے کہ یہ شخص عادل ہے؟

جواب : وہ بظاہر ایک اچھا شخص ہو اور اس کے اردگرد کے افراد ، اہل محلہ وغیرہ اس کے اچھے ہونے کی تصدیق کریں۔

مردہ مجتہد کی تقلید

تقلید کا آغاز مردہ مجتہد سے نہیں کیا جاسکتا مثلاً نیا بالغ ہونے والا لڑکا ایسا نہیں کرسکتا۔

سوال : زندہ مجتہد سے تقلید کا آغاز کیا اور پھر ان کا انتقال ہوگیا۔ کیا اب ان کی تقلید پر باقی رہا جاسکتا ہے؟

جواب : ایک بار پھر زندہ مجتہدین میں سے ان کا انتخاب کریں جن میں باقی تمام شرائط موجود ہوں ان کی تقلید کریں اور پھر ان سے سوال کریں۔ ممکن ہے وہ :

مردہ مجتہد پر باقی رہنے کو جائز قرار دیں

یا

مردہ مجتہد پر باقی رہنے کو واجب قرار دیں

یا

کچھ اور فرمائیں۔

خلاصہ : جیسا زندہ مجتہد کہے ویسا کریں۔ واضح رہے کہ خود اس مسئلے میں مرحوم مجتہد کے فتوے پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔

توجہ : اس حوالے سے اگلے صفحے پر موجودہ مراجع میں سے کچھ کے نظریات کو لکھا جارہا ہے :

(i)	مرحوم مجتہد کا علم زندہ مجتہد سے زیادہ ہے	آقائے سیستانی آقائے وحید	مرحوم پر باقی رہنا واجب ہے
		آقائے صافی	احتیاط واجب یہ ہے کہ مرحوم پر باقی رہے۔
		آقائے خامنہ ای	مرحوم پر باقی رہنا جائز ہے واجب نہیں۔
(ii)	زندہ مجتہد کا علم مرحوم مجتہد سے بڑھ گیا۔	آقائے سیستانی آقائے وحید آقائے صافی	مرحوم پر باقی نہیں رہ سکتے۔
		آقائے خامنہ ای	مرحوم پر باقی رہنا جائز ہے واجب نہیں ہے۔

نوٹ :

- مرحوم مجتہد کے انتقال کے بعد جس زندہ مجتہد کی تقلید کی جاتی ہے ، عام طور پر اس وقت مرحوم مجتہد ہی کا علم زیادہ ہوتا ہے۔
- کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ممکن ہے کہ زندہ مجتہد کا علم مرحوم مجتہد سے بڑھ جائے۔
- اگر کسی مسئلے میں مردہ مجتہد نے فتویٰ ہی نہ دیا ہو تو زندہ مجتہد سے پوچھنے کے سوا کوئی راستا باقی نہیں بچتا۔

مجتہد اور مجتہد اعلم کو پہچاننے کا طریقہ

(الف) اگر خود علم رکھتا ہے اور مجتہد کو یا اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہے تو اپنے فیصلے پر اعتماد کرے۔

(ب) ''**اہلِ خِبرہ**'' کے درمیان کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی شہرت ہو جس سے علم یا اطمینان حاصل ہو جائے۔

(ج) ''**اہلِ خِبرہ**'' میں سے دو عادل افراد کی گواہی جبکہ ایسے ہی دو دوسرے عادل افراد اس کی مخالفت نہ کریں۔

سوال : ''**اہلِ خِبرہ**'' یعنی ؟

جواب : وہ افراد جن کے پاس اتنا علم اور صلاحیت ہو کہ وہ مجتہد یا اعلم کی شناخت کر سکیں۔

سوال : میرے محلے میں ایک عالم دین ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے اہل خبرہ سے معلوم کیا ہے اور فلاں شخص مجتہد ہے یا اعلم ہے۔ کیا میں ان کی بات کو مان سکتا ہوں ؟

جواب : اگر آپ کو ان پر اطمینان ہے تو مان سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

سوال : میں ابھی بالغ ہوا ہوں۔ مجھے میرے والد صاحب کی بات پر اطمینان ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ انھوں نے اہل خبرہ سے پوچھ لیا ہے اور فلاں شخص مجتہد یا اعلم ہے۔ کیا میں ان کی بات کو مان سکتا ہوں ؟

جواب : اگر آپ کو ان پر اطمینان ہے تو مان سکتے ہیں ورنہ نہیں۔

سوال: میرے شوہر ایک مجتہد کی تقلید کرتے ہیں۔ کیا میرے لیے بھی ان ہی کی تقلید ضروری ہے؟

جواب: جی نہیں۔ آپ اپنے اطمینان پر عمل کریں وہ اپنے اطمینان پر۔

فتویٰ جاننے کا طریقہ

(۱) خود مجتہد سے سننا۔

(۲) دو عادل افراد سے سننا۔

سوال: کیا دو عادل خواتین کا بھی اتنا ہی اعتبار ہے؟

جواب: جی نہیں۔

(۳) ایک قابل اطمینان شخص سے سننا۔

سوال: کیا اس میں خاتون کا بھی اتنا ہی اعتبار ہے؟

جواب: جی ہاں۔

(۴) مجتہد کے رسالے، کتاب یا Website وغیرہ میں پڑھنا جس کے صحیح ہونے کا اطمینان ہو۔

سوال: ایک بات کتاب میں لکھی ہے اور قابل اطمینان شخص اس کے خلاف مسئلہ بتا رہا ہے تو کس کی بات قبول کی جائے؟

جواب:
- کتاب کی
- مگر یہ کہ بتانے والا یہ وضاحت کرے کہ لکھا ہوا مسئلہ پرانا تھا اور اب فتویٰ بدل گیا ہے۔

توجہ:

- اگر دو کتابوں میں ایک ہی مسئلہ الگ الگ لکھا ہو تو جدید ترین کتاب کا اعتبار کیا جائے گا۔
- اگر غلط مسئلہ بیان کر دیا تو بتانے والے پر واجب ہے کہ جن جن کو غلط مسئلہ بیان کیا تھا انھیں، جہاں تک ممکن ہو، صحیح مسئلے کے بارے میں بتائے۔

سوال: مسئلہ صحیح بتایا تھا، بعد میں مجتہد نے اپنی تحقیق کی روشنی میں فتویٰ بدل دیا۔ اس تبدیلی کی اطلاع دینا بھی ضروری ہے؟

جواب: ضروری تو نہیں ہے مگر بہتر ہے۔

اہم بات

عام طور پر پیش آنے والے مسائل کو سیکھنا واجب ہے اور نہ سیکھنے والا یا جاہلِ قاصر ہے یا جاہلِ مقصّر۔

(الف) جاہلِ قاصر

- یعنی ایسا شخص جس نے علم حاصل نہیں کیا مگر اس کا ذمے دار وہ خود نہیں تھا

یا

- خود کو جاہل سمجھ ہی نہیں رہا تھا اور اپنے اعمال کو صحیح

مان رہا تھا اور ان کے باطل ہونے کا خیال تک اس کے ذہن میں نہ تھا۔

- مسئلے کو سمجھنے کی کوشش کی مگر بعد میں پتا چلا کہ غلط سمجھا تھا۔ غلط فہمی کے شکار اس شخص کو بھی جاہلِ قاصر ہی مانا جائے گا۔

(ب) جاہلِ مقصّر

اس کے بالمقابل جاہل مقصر ہے جس کے لیے حکم خدا جاننا ممکن تھا مگر اس نے خود کوتاہی کی اور نہ جانا۔

بغیر تقلید کے اعمال

جس کی ذمے داری تقلید کرنا ہے اگر وہ :

ایک عرصے تک بغیر تقلید کے عمل کرتا رہا یا غلط تقلید کے ساتھ عمل کرتا رہا	دونوں صورتوں میں اس کے اعمال باطل ہیں اور اس کی ذمے داری ہے کہ اسے Repeat کرے اور اگر وقت گزر چکا ہے تو قضا انجام دے۔

- ہاں اگر اس کے گذشتہ اعمال موجودہ مجتہد کے مطابق ہوں تو

انھیں صحیح مانا جائے گا۔

نوٹ

(۱) اگر کسی ایسے شخص کی تقلید کی جس میں پوری شرائط موجود نہیں تھیں تو یہی مانا جائے گا کہ اس نے کسی کی تقلید نہیں کی۔

(۲) زندہ مجتہد کی اجازت کے بغیر مردہ مجتہد پر باقی رہنا بھی تقلید نہ کرنے کے برابر ہے۔

(۳) صحیح طرح تقلید شروع کرنے کے بعد اگر شک ہو کہ پتا نہیں میں نے صحیح مجتہد کی تقلید کی ہے یا نہیں تو ایسے شک کی پروا نہیں کی جائے گی اور تقلید کو صحیح تصور کیا جائے گا۔

اجتہاد و تقلید پر ہونیوالے بعض اعتراضات اور سوالات پر ایک نظر

سوال : مجتہد کی تقلید کا آغاز کس زمانے سے ہوا ؟ کیا رسولِ خدا ﷺ اور ائمہ معصومینؑ کے زمانے میں بھی ایسا کوئی سلسلہ تھا ؟

جواب

(الف) قرآن

(۱) فَسۡـَٔلُوۡۤا اَهۡلَ الذِّكۡرِ اِنۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ اگر تم نہیں جانتے تو اہلِ ذکر سے پوچھو۔ (سورۂ انبیاء ۲۱ : آیت ۷)

توجہ :
- اہلِ ذکر کا اولین مصداق معصومینؑ ہیں۔
- انہی سے فیض حاصل کرنے والے فقہاء اہلِ ذکر کا دوسرا مصداق ہیں۔

(۲) وَمَا كَانَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لِيَنۡفِرُوۡا كَآفَّةً ؕ فَلَوۡلَا نَفَرَ مِنۡ كُلِّ فِرۡقَةٍ مِّنۡهُمۡ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوۡا فِى الدِّيۡنِ وَلِيُنۡذِرُوۡا قَوۡمَهُمۡ اِذَا رَجَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ لَعَلَّهُمۡ يَحۡذَرُوۡنَ ۝ اور یہ تو ہو نہیں سکتا کہ مومن سب کے سب نکل آئیں تو ہر گروہ میں سے ایک جماعت اس

کام کے لیے کیوں نہیں نکلتی کہ دین کی گہری سمجھ حاصل کرے اور پھر جب اپنی قوم کی طرف پلٹ کر آئے تو اسے عذاب الٰہی سے ڈرائے کہ شاید وہ اس طرح ڈرنے لگیں۔

(سورۂ توبہ ۹ : آیت ۱۲۲)

توجہ : اس آیت میں "لِيَتَفَقَّهُوۡا" کا لفظ بڑی وسعت رکھتا ہے اور اصول دین وفروع دین دونوں اس میں شامل ہیں۔

(ب) سیرتِ رسولؐ

(۱) **حضرت مصعب بن عمیرؓ** اور **حضرت معاذ بن جبلؓ** ان اہم صحابہ میں سے ہیں جنھیں آپؐ نے تبلیغ و تعلیمِ احکام کے لیے مختلف مقامات پر بھیجا۔ آپؐ کا فرمان ہے :

مَنۡ اَفۡتَى النَّاسَ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ لَعَنَتۡهُ مَلَائِكَةُ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ
جو بغیر علم کے فتویٰ دے تو زمین و آسمان کے فرشتوں کی لعنت اس کے شامل حال ہوگی۔

(وسائل الشیعہ ، کتاب القضاء ، باب ۴ ، حدیث ۵۵)

(ج) سیرتِ ائمہ معصومینؑ

(۱) ہر امامؑ نے اپنے زمانے میں شاگردوں کی تربیت کی۔ خصوصیت کے ساتھ پانچویں اور چھٹے امامؑ کے زمانے میں یہ کام بہت بڑے پیمانے پر ہوا کیونکہ حالات قدرے بہتر تھے۔

(۲) بہت سے شاگرد تربیت پا کر اپنے اپنے علاقوں میں واپس جاتے اور وہاں کے لوگوں کے لیے امامؑ کے نمائندے قرار پاتے۔

(۳) یہ بات واضح ہے کہ مختلف علاقوں میں رہنے والوں کے لیے ہر وقت اپنے زمانے کے امامؑ سے Contact میں رہنا ناممکن تھا۔ یہ لوگ امامؑ کے مخلص شاگردوں پر اعتماد کرتے تھے جو تقلید ہی کا انداز ہے۔

(۴) امام محمد باقر علیہ السلام نے **ابان بن تغلب** سے فرمایا:

اِجْلِسْ فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَةِ وَ اَفْتِ النَّاسَ فَاِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ یُّرٰی فِیْ شِیْعَتِیْ مِثْلُكَ مسجد مدینہ میں بیٹھو اور لوگوں کو فتویٰ دو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میرے شیعوں میں تم جیسے اور لوگ بھی ہوں۔

(مستدرک الوسائل ج ۱۷، باب ۱۱)

(۵) **شعیب عقرقوفی** اور امام جعفر صادق علیہ السلام کی گفتگو:

شعیب: رُبَمَا احْتَجْنَا اَنْ نَسْأَلَ عَنِ الشَّیْءِ فَمَنْ نَسْأَلُ۔ اگر ہمیں کوئی مشکل درپیش ہو تو ہم کس سے سوال کریں؟

امامؑ: عَلَیْكَ بِالْاَسَدِیِّ۔ یعنی ابو بصیر اسدی سے پوچھ لیا کرو۔

(وسائل الشیعہ، کتاب القضاء، باب ۱۱، حدیث ۱۵)

(۶) **حسن بن علی بن یقطین** کہتے ہیں:

میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کی:

لَا اَكَادُ اَصِلُ اِلَیْكَ اَسْأَلُكَ عَنْ كُلِّ مَا اَحْتَاجُ اِلَیْهِ مِنْ

مَعَالِمِ دِیْنِیْ۔ اَفَیُوْنُسُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ثِقَةٌ آخُذُ عَنْهُ مَا احْتَاجُ اِلَیْهِ مِنْ مَعَالِمِ دِیْنِیْ۔ فَقَالَ نَعَمْ۔

ترجمہ: پیش آنے والے ہر دینی مسئلے کا حل پوچھنے کے لیے آپ کے پاس پہنچنا میرے لیے ناممکن ہے۔ کیا یونس بن عبدالرحمن اتنے قابل اعتماد ہیں کہ ان سے دریافت کرلیا کروں؟

امام نے فرمایا: ہاں۔ (ایضاً، حدیث ۳۳)

(۷) امام زمانہ حضرت مہدی علیہ السلام کا فرمان:

وَاَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوْا فِیْهَا اِلٰی رُوَاةِ حَدِیْثِنَا فَاِنَّهُمْ حُجَّتِیْ عَلَیْكُمْ وَاَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ۔

ترجمہ: پیش آمدہ مسائل میں ہماری احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کرو کہ وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں خدا کی طرف سے حجت ہوں۔ (ایضاً، حدیث ۹)

توجہ: اجتہاد انہی احادیث پر تحقیق کرنے کا نام ہے۔

خلاصہ

اوپر بیان کردہ آیات و احادیث و روایات سے یہ سمجھنا بہت آسان ہے کہ جاہل کا عالم سے سوال کرنا کوئی نیا Setup نہیں ہے۔ یہ بالکل عقلی معاملہ ہے جسے قرآن کی آیات اور معصومینؑ نے قائم کیا ہے۔

بقول شیخ طوسیؒ :

اِنِّیْ وَجَدْتُّ عَامَّةَ الطَّائِفَةِ مِنْ عَهْدِ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى زَمَانِنَا هٰذَا يَرْجِعُوْنَ اِلٰى عُلَمَاءِهَا ، وَيَسْتَفْتُوْنَهُمْ فِي الْاَحْكَامِ وَالْعِبَادَاتِ ، وَيُفْتُوْنَهُمُ الْعُلَمَاءُ فِيْهَا ، وَيَسُوْغُوْنَ لَهُمُ الْعَمَلَ بِمَا يُفْتُوْنَهُمْ بِهٖ۔

میں شیعہ امامیہ کو امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانے سے آج تک (پانچویں صدی ہجری) اسی طرح دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے فقہاء سے وابستہ رہے ، احکام و عبادات میں ان سے فتویٰ پوچھتے رہے اور وہ بزرگ فقہاء انھیں فتویٰ دینے اور عمل کرنے میں رہنمائی کرتے رہے۔ (**عُدۃ الأصول** ، باب ۱۱ ، فصل ۲ ، **فی ذکر صفات المفتی والمستفتی وبیان احکامها**)

فتاویٰ میں اختلاف کیوں ؟

اس سے پہلے کہ ہم براہ راست اس سوال کے جواب کی طرف آئیں۔ ان چند نکات کی طرف توجہ کریں :

(۱) نظری (Theoretical) علوم کے ماہرین میں عام طور پر علمی اختلاف پایا جاتا ہے۔ فقہ و اجتہاد کا معاملہ اس سے مختلف نہیں ہے۔ یاد رہے کہ فقہاء معصوم نہیں ہیں۔ غلطی اور خطا کا امکان

ہے۔ ان کی ذمے داری ہے کہ پوری محنت کرکے صحیح نتیجہ حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جانتے بوجھتے غلطی قابل معافی نہیں ہے۔

تجربی علوم (مثلاً Medicine جس میں نتائج کی بنیاد حِس اور Lab Tests وغیرہ ہوتے ہیں) میں بھی ہمیں ماہرین کے درمیان اختلاف نظر آتا ہے۔ کئی مرتبہ ایک ہی بیمار کے لیے مختلف ڈاکٹرز مختلف علاج تجویز کرتے ہیں۔

(۲) اگر کسی کا خیال ہے کہ فتاویٰ میں اختلاف موجودہ زمانے کی کوئی رسم ہے جس کا گزشتہ زمانوں میں کوئی وجود نہیں تھا تو یہ بالکل غلط ہے۔ یہ اختلاف گزشتہ زمانوں میں بھی موجود رہا ہے اور اس کی وجوہات بھی کم و بیش وہی ہیں جو موجودہ زمانے میں اختلاف کا باعث ہیں۔ اس سلسلے میں **"شرح لمعہ"** اور **"جواہر الکلام"** کا مطالعہ مناسب ہے۔

(۳) **ذاتی اغراض و مقاصد؟**

سوال : اس اختلاف کے پیچھے کوئی **ذاتی اغراض و مقاصد** بھی ہوتے ہیں ؟

جواب : اگر ایسا ہوجائے تو وہ شخص قابل تقلید ہی نہ رہے۔ فتویٰ قرآن و سنتِ معصومینؑ سے استفادہ کا نام ہے۔ اپنی شخصی رائے کو مسلط کرنے کا نام نہیں ہے۔

(۴) **غیبت سے پہلے اختلاف؟**

سوال: غیبت سے پہلے کے زمانے میں امامؑ کے شاگردوں میں بھی اختلاف رہا ہے؟

جواب: یہ علمی اختلاف اس زمانے میں بھی رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ امامِ معصومؑ کے شاگرد معصوم نہیں تھے۔ ان کے فہم اور سمجھ میں یکسانیت نہیں تھی۔ اسی وجہ سے اختلاف بھی ہوتا تھا۔

مثال

عمر بن حنظلہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل روایت نقل کی ہے جس میں امامؑ سے ایک سوال پوچھا گیا تو امامؑ نے فرمایا: جب کبھی دو یا زیادہ افراد میں روایات کو سمجھنے اور احکام کے بارے میں اختلاف پیدا ہو تو اس کی طرف رجوع کرو جو زیادہ عادل، زیادہ فقیہ، نقلِ حدیث میں زیادہ سچا اور زیادہ متقی ہو۔

(وسائل الشیعہ، کتاب القضاء، باب ۹، حدیث ۱)

(۵) **حکمِ ظاہری اور حکمِ واقعی**

- کسی مسئلے میں حکم خدا ایک سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔
فقیہ یا مجتہد حکم خدا ہی کو جاننے کی کوشش کرتا ہے۔
- پوری کوشش کے بعد بھی اگر وہ غلطی کرجائے تو واقعی حکم خدا بہرحال وہی رہے گا جو تھا۔
- فقیہ اپنی غلطی میں معذور ہوگا یعنی اس کے پاس Excuse

ہوگا کہ اس نے جان بوجھ کر غلطی نہیں کی اور کوشش کے سوا اس کی اور کوئی ذمے داری تھی بھی نہیں۔

- تحقیق میں اضافے پر فقیہ اپنے فتوے کو اسی لیے بدل دیتا ہے کہ اسے اپنی گزشتہ علمی غلطی کا احساس ہوجاتا ہے۔
- واقعی صحیح فتویٰ اور حکم خدا کیا ہے یہ تو میدان قیامت میں ہی پتا چل سکتا ہے یا پھر ظہور امام زمانہؑ کے بعد۔ وہ بھی اگر امام مناسب سمجھیں گے تو بتائیں گے ورنہ مزید ہدایات کے ساتھ ممکن ہے کہ امام زمانہؑ بھی امام جعفر صادقؑ کی طرح حکم دیں کہ جو علم اور تقویٰ میں آگے ہے اس کی پیروی کرو۔

اب آتے ہیں اصل سوال کی طرف یعنی :

فتاویٰ میں اختلاف کیوں ؟

(۱) اصولِ فقہ

فقہ اورعلمِ شریعت کوسمجھنے میں یہ علم بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔
اس علم میں مختلف امور زیر بحث آتے ہیں مثلاً اوامر، نواہی، مفاہیم، اجماع، خبر واحد، خبر متواتر، تعارض، استصحاب، برأت وغیرہ۔
ان تمام امور سے متعلق ایک مجتہد اپنی ماہرانہ رائے قائم کرتا ہے جس سے آخرکار وہ حکمِ خدا سمجھنے میں مدد لیتا ہے۔ اگر یہاں پر کوئی علمی اختلاف ہوا تو اس کا اثر حکمِ خدا کو سمجھنے پر بھی پڑے گا

مثال — دو حدیثیں ہیں جن میں آپس میں بظاہر ٹکراؤ ہے اور دونوں ایک وقت میں قابل عمل ہی نہیں ہیں۔ مختلف وجوہات کی بنا پر ممکن ہے کہ ایک مجتہد ایک حدیث کو اختیار کرے اور دوسرا مجتہد دوسری حدیث کو۔

نوٹ — مزید ابتدائی معلومات حاصل کرنے کے لیے **شہید آیت اللہ مرتضیٰ مطہری** کی کتاب ”**اسلامی علوم کا تعارف**“ میں متعلقہ باب کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔

(۲) عربی ادبیات

اس علم میں صرف، نحو، لغت وغیرہ پر بحث کی جاتی ہے۔
ایک مجتہد اس میں بھی ماہرانہ رائے قائم کرتا ہے۔ کلام معصومؑ کو سمجھنے کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں ہے کیونکہ معصومؑ کا سارا کلام عربی ہی میں ہے۔
صرف، نحو وغیرہ میں آراء کا اختلاف بھی فتوے میں اختلاف کا باعث ہوسکتا ہے۔

مثال — ایک کلمہ جملے میں ”**مرفوع**“ مان کر ”**فاعل**“ پڑھا جائے اور اسی کو ”**منصوب**“ مان کر ”**مفعول**“ پڑھنے کا امکان ہو تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ فہم کا یہ فرق نتیجے پر کتنا بڑا اثر ڈال سکتا ہے۔

(۳) مفاہیم

لفظ کا یہاں کیا مفہوم اور مطلب ہوسکتا ہے ؟ اگر ایک سے زیادہ مطلب ممکن ہو اور ان کے استعمال میں بظاہر کوئی خرابی بھی نہ ہو تو یہ نتیجے میں اختلاف کی ایک اور وجہ بن سکتی ہے۔

مثال

کئی روایات میں ”**یوم**“ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ بظاہر تو اس کا مطلب ہوا ”**دن**“ مگر غور فرمائیں کہ دن کب سے کب تک ؟

☆ سورج طلوع ہونے سے غروب ہونے تک

یا

☆ طلوع فجر سے سورج غروب ہونے تک

ظاہر ہے کہ یہ فرق فتوے میں بھی نظر آئے گا۔

(۴) علم رجال

معصومؑ نے جو کچھ بھی بیان کیا وہ مختلف افراد کے ذریعے ہی ہم تک پہنچا ہے۔

سوال: کیا ان افراد کے بارے میں تحقیق کئے بغیر جو کچھ بھی وہ معصومؑ سے منسوب کریں قبول کرلینا چاہیے؟

جواب: جی نہیں بلکہ ان پر تحقیق ہونی چاہیے۔ اگر روایت نقل کرنے والے راوی قابل اعتبار ہوں تو اسے قبول کرنا چاہیے ورنہ اسے کسی اور Category میں رکھنا ہوگا۔

اگر کوئی راوی ایک مجتہد کے نزدیک قابل اعتبار ہے تو ظاہر ہے کہ وہ اس روایت کو قبول کرے گا۔ اسی طرح اگر دوسرے مجتہد کے نزدیک وہی راوی قابل اعتبار نہیں ہے تو وہ اس روایت کو بھی ترک کردے گا۔

ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ فتوے پر اختلاف کی صورت میں نظر آئے گا۔

غور کریں:

کسی حادثے کی خبر پر TV Channels اور اخبارات اپنی اپنی Reports پیش کرتے ہیں۔ ان میں اختلاف بھی ہوتا ہے۔

آپ کیا کرتے ہیں؟

جس Channel یا اخبار پر آپ کو بھروسا ہوتا ہے اس کی بات کو ترجیح دیتے ہیں۔

نوٹ: اس علم کے بارے میں مزید ابتدائی معلومات **حضرت علامہ ذیشان حیدر جوادیؒ صاحب** کی کتاب **"علم رجال"** سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

ضرورتِ تقلید

سوال: تقلید کیوں کریں؟ آخر اس کا فلسفہ کیا ہے؟

جواب: ہم سب جانتے ہیں کہ شریعتِ اسلام میں کچھ چیزیں واجب ہیں کچھ حرام۔

واجبات پر عمل اور حرام سے بچنے میں:

(۱) خدا کی رضا ہے۔

(۲) ثواب کا حصول ہے۔

(۳) عذاب سے بچاؤ ہے۔

ان واجبات پر عمل اور حرام کاموں سے بچنا اس وقت تک ممکن

نہیں ہے جب تک ان کا پتا نہ چلے کہ وہ کیا ہیں؟

ان کو معلوم کرنے کے لیے:

- خود میدان میں آئیں اور جانیں کہ خدا نے کسے واجب کیا ہے اور کسے حرام؟
- اس سے متعلقہ علوم حاصل کرنے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔
- مدرسے یا حوزے میں جائیں، سیکھیں، مجتہد بنیں۔ آپ کو تقلید کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ آپ پر تقلید حرام ہے۔

سوال: یہ سب کے لیے ممکن نہیں ہے باقی کیا کریں؟ اسی طرح وہ جو مجتہد بننے گئے ہیں جب تک خود مجتہد نہیں بنتے تب تک کیا کریں؟

جواب: بڑی Logical بات ہے کہ یہ لوگ مجتہد اعلم کی تقلید کریں۔ یہ آسان راستا ہے۔

یا

اعلم سمیت دو، تین، چار یا جتنا حوصلہ ہو اتنے مجتہدین کے فتاویٰ پر احتیاط کے مطابق عمل کریں۔

سوال: کیا دنیاوی امور میں بھی تقلید کی کوئی مثال ملتی ہے؟

جواب: کیوں نہیں۔ اس مثال پر غور کریں:

ایک ماہر انجینئر بیمار پڑگیا۔ وہ اپنی بیماری کے علاج کے لیے تین میں سے ایک کام کرسکتا ہے:

(۱) خود ڈاکٹر بن جائے۔

(۲) یا کسی ماہر ڈاکٹر سے رجوع کرے۔ اگر ڈاکٹرز میں علاج کے بارے میں Difference of Opinion پایا جائے تو The Most Learned کی رائے پر عمل کرے۔

(۳) یا پھر تمام کی رائے کو دیکھے اور جو سب سے زیادہ احتیاط کے قریب ہو اس پر عمل کرے۔

نوٹ

جب تک یہ ڈاکٹر بن نہیں جاتا اس کے پاس دوسرا اور تیسرا Option باقی بچے گا۔

ایک اور اعتراض

تقلید کا مطلب جاہل کا عالم سے سوال کرنا ہے۔ مجتہدین نے اسی لیے لوگوں پر تقلید کو واجب کیا ہے کہ وہ لوگوں کو جاہل سمجھتے ہیں۔

جواب:

- یہ صحیح ہے کہ تقلید کا مطلب جاہل کا عالم سے سوال کرنا ہے لیکن اس سے یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ وہ جاہل کچھ نہیں جانتا۔ ظاہر ہے کہ یہاں پر جہل سے مراد احکامِ شریعت (واجب اور حرام) سے عدم واقفیت ہے۔

- ممکن ہے کہ یہی شخص اپنے شعبے میں بہت ماہر ہو اور حتی کہ مجتہد کو بھی اس سے رجوع کرنا پڑے جیسا کہ بیماری کی تشخیص میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ مجتہد بھی ڈاکٹر کی ہدایت پر عمل کرتا ہے۔
  اس کی واضح مثال خود **رہبر کبیر آیت اللہ خمینیؒ** کی ذات تھی جن کے بارے میں ان کے معالج کے الفاظ ہیں :
  ’’ اب تک میں نے کسی مریض کو **رہبر کبیر آیت اللہ خمینیؒ** کی طرح اپنے ڈاکٹر کی ہدایت کا پابند نہیں دیکھا۔‘‘
- یہ بھی یاد رہے کہ خود علماء بھی جب تک مجتہد نہیں بن جاتے تقلید یا احتیاط ہی کرتے ہیں بلکہ اگر کوئی عالم ، دینی علوم کے کسی اور شعبے (مثلاً عقائد ، تاریخ ،تفسیر قرآن وغیرہ) کو اپنا لے تو وہ اپنی پوری زندگی میں تقلید یا احتیاط ہی کے ذریعے واجبات و محرمات کے حوالے سے اپنی ذمے داری پوری کرتا ہے۔
- یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مجتہدین نے لوگوں پر تقلید کو واجب کیا ہے۔تقلید شروع ہونے سے پہلے خود تقلید کے بارے میں یہ کہنا کہ اسے مجتہد نے واجب کر دیا۔ واضح طور پر خلاف عقل ہے۔ تقلید خود ایک عقلی مسئلہ ہے جس کی تائید قرآن اور معصومینؑ کی روایات میں آئی ہے اور ہم اس پر گزشتہ صفحات میں بحث کر چکے ہیں۔
- ایک مرتبہ تقلید شروع کرنے کے بعد خود تقلید سے Related

فروعی مسائل میں مجتہد کی تقلید کی جاتی ہے مثلاً آیا مردہ مجتہد کے مسائل پر باقی رہنا جائز ہے ؟ فتویٰ حاصل کرنے کے کیا طریقے ہیں وغیرہ۔ ان مسائل میں ظاہر ہے تقلید کی جاتی ہے۔

بغیر دلیل کے تقلید؟

اعتراض: تقلید کا مطلب دلیل طلب کئے بغیر مجتہد کے فتوے کو قبول کرنا ہے جبکہ انسانی عقل کسی بات کو بغیر دلیل کے قبول نہیں کرتی۔

جواب: صحیح ہے کہ عقلِ انسانی بغیر دلیل کے بات کو قبول نہیں کرتی۔ یہ کس نے کہا کہ مجتہد کی تقلید بغیر دلیل کے کی جاتی ہے ؟ اس پر کافی بحث ہم گزشتہ صفحات میں کر چکے ہیں وہاں رجوع کریں مزید تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

اعتراض: مجتہد کے پاس فتویٰ دینے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہوتی ہے۔

جواب: یہ کس نے کہا کہ مجتہد کے پاس اپنے فتوے کے لیے دلیل نہیں ہوتی ؟

مثال

مجتہد خمس کے واجب ہونے کا فتویٰ دیتا ہے۔ اس کی دلیل **سورۂ انفال (٨) کی آیت ٤١** اور وہ تمام احادیث ہیں جو اس حوالے سے وسائل الشیعہ اور دیگر کتابوں میں موجود ہیں۔
اب کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ توضیح المسائل میں ان تمام

دلائل کی تفصیل لکھی جائے ؟ ظاہر ہے کہ ایسا کرنے سے توضیح المسائل یا اس جیسی کوئی کتاب عوام الناس کے لیے **رسالہ عملیہ** نہیں بلکہ انتہائی تحقیقی اور علمی کتاب بن جائے گی جو کئی جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ اس لیے وہاں صرف نتیجہ لکھا جاتا ہے

سوال : توضیح المسائل میں نہ سہی مجتہد اپنی ان دلیلوں کو کہیں اور بیان کرتا ہے؟

جواب : جی ہاں۔ حوزہ علمیہ میں **''درس خارج''** اسی Level کا درس ہے جہاں پر مجتہد اپنے دلائل بیان بھی کرتا ہے اور سامعین کو اعتراض کا حق بھی دیتا ہے۔

یہ کتابی صورت میں بھی Available ہیں مگر زیادہ تر عربی یا فارسی زبان میں ہیں۔

یوں بھی غور کریں :

یہ بالکل ایسا ہی ہے کہ کہہ دیا جائے کہ ہم ڈاکٹر کی بتائی ہوئی دوا نہیں کھائیں گے کیونکہ اس کے پاس اس دوا کے تجویز کرنے کی دلیل نہیں ہے جبکہ ڈاکٹر کے پاس دلیل ہے مگر مریض کو وہ دلیل بتا کر وقت ضائع کرنا غیر عاقلانہ ہے۔ مریض ڈاکٹر کے نسخے پر عمل کرتا ہے کیونکہ اسے ڈاکٹر کے علم پر اعتماد ہے ڈاکٹر اپنے علم کی روشنی میں نسخہ لکھتا ہے اور کبھی نسخہ لکھتے ہوئے یہ نہیں لکھتا کہ یہ دوا فلاں علمی تحقیق کی روشنی میں لکھ رہا ہوں۔ امید ہے کہ بات واضح ہوگئی ہوگی۔

قرآن میں تقلید کی مذمت

سوال : قرآن میں تقلید کی مذمت کی گئی ہے لہٰذا تقلید نا قابل قبول ہے ؟

جواب : قرآن مجید میں سور کا گوشت کھانے سے روکا گیا ہے۔ اسے پڑھ کر اگر کوئی یہ کہے کہ بکرے یا گائے کا گوشت کھانا بھی نا قابل قبول ہے تو کیا تبصرہ کیا جائے۔

قرآن میں جس تقلید کی نسبت بت پرستوں کی طرف دی گئی ہے وہ عقائد میں بغیر دلیل کے صرف عادت کی وجہ سے تقلید کرنا ہے جو یقینا قابل مذمت ہے۔

اسی طرح عیسائی اور یہودی قوم کی اپنے پادریوں اور ربیوں کی اندھی تقلید قرآن کی نظر میں قابل مذمت ہے کہ وہاں اصل کتاب میں اپنی خواہشات کے مطابق تبدیلی کی جاتی رہی ، حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنایا جاتا رہا اور کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ ہمارے یہاں تو الحمد للہ علم و اجتہاد اور تحقیق کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور سب کو دعوت عام ہے کہ آؤ اور علم حاصل کر کے خود فقیہ بن جاؤ۔

محترم قاری ! یہ دعوت آپ کے لیے بھی ہے۔

نوٹ : مزید تفصیلات کے لیے متعلقہ آیات مثلاً **سورۂ اعراف ۷ : آیت ۲۸ ، سورۂ مائدہ ۵ : آیت ۱۰۴** وغیرہ کی تفسیر کا مطالعہ کریں۔

عقل اور شریعت

سوال: کیا ہم صرف عقل کے ذریعے شریعت کے احکام سمجھ سکتے ہیں؟

جواب: غور کریں کیا ہم آئین کو دیکھے بغیر **"صرف عقل"** کے ذریعے امریکا، کینیڈا، ہندوستان یا پاکستان کے قوانین سمجھ سکتے ہیں؟ جبکہ قوانین بنانے والے سب عقلمند ہی ہیں۔

احکام شریعت سمجھنے میں عقل یقینا مدد کرتی ہے لیکن صرف عقل سے کام چل سکتا تو نہ قرآن نازل کیا جاتا اور نہ ہی انبیاؑء اور ائمہؑ کی ضرورت ہوتی۔

ان سوالات پر غور کریں اور سوچیں کہ عقل ان کا کیا جواب دیتی ہے؟

(۱) روزے کو باطل کرنے والی چیزیں کون سی ہیں؟

(۲) روزے کا کفارہ کتنا ہونا چاہیے؟

(۳) زکات فطرہ کی مقدار کتنی ہو؟

(۴) روزانہ کی نمازیں کتنی ہونی چاہیے؟

یہ اور اس طرح کے ہزاروں سوالات ہیں جن کے جواب میں عقل خاموش رہتی ہے اور ہادیان برحق کے جواب پر سر جھکا دیتی ہے۔ یہی اطاعت کا مفہوم اور شریعت کی روح ہے۔

بقول مولا علیؑ: اَلْاِسْلَامُ هُوَ التَّسْلِیْمُ۔

اسلام نام ہے سرتسلیم خم کرنے کا۔ (نہج البلاغہ، کلمات قصار)

اختتام

اس کتابچے کا اختتام خدا اور ابلیس کے درمیان ہونے والے مکالمے پر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

جب ابلیس نے سجدۂ آدمؑ سے انکار کیا تو خدا کو ایک Deal کی پیشکش کی جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

ابلیس: • اس ایک سجدے سے مجھے معاف کردے۔ پھر ہر جگہ تجھے سجدہ کروں گا۔

**خدا: • اے ابلیس جو تو کرے وہ عبادت نہیں ہے۔
جو میں کہوں وہ عبادت ہے۔**

والحمدللہ رب العالمین

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

بحق محمد وآلہ الطاہرین

محمد رضا داؤدانی
۳۰ رشعبان المعظم ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۲ راگست ۲۰۰۹ء
dawoodani@gmail.com

اظہار خیال

از حجۃ الاسلام مولانا عامر رضا یعسوبی

بسمہ تعالیٰ

آج کے اس پُرآشوب زمانے میں جب ہر طرف سے دین مبین اسلام دشمنوں کی زد میں ہے ، کچھ مخلص افراد ہیں جو اسلام کا دفاع کررہے ہیں۔ ان جیسے افراد میں سے ایک ہمارے محترم دوست جناب مولانا محمد رضا داؤدانی صاحب ہیں جومختلف کتابوں کے ذریعے دین کا دفاع کررہے ہیں اور احکام دین بھی انتہائی سادہ اور عام فہم انداز میں لوگوں تک منتقل کررہے ہیں۔ کتاب حاضر **''تقلید کیوں کریں ...؟''** کا میں نے مطالعہ کیا۔ اس کا ہدف تقلید پر ہونے والے اعتراضات کا جواب اور احکام تقلید سے لوگوں کی آ گاہی ہے۔ یہ کتاب احتیاط کے مطابق مرتب کی گئی ہے اور انشاء اللہ لوگوں کے لیے مفید ثابت ہوگی۔ خداوند متعال برادر محترم کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے اور اسے ان کے لیے قیامت کے دن کا ذخیرہ قرار دے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

Aamir Raza Yasoobi.

۳۰ ؍شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ بمطابق ۲۲ ؍اگست ۲۰۰۹ء